مصرفِ زکٰوۃ فی سبیل اللّٰہ ۔ معاصر تشریحات
(ایک تجزیاتی مطالعہ)

حافظ عاطف اقبال*

محمد اعجاز**

زکوۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی فرضیت نصِ قرآنی "واتو ا الزکوۃ"(۱) سے ثابت ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ زکوۃ کو صرف اُنہی مصارف میں خرچ کرے جن میں اللہ تعالیٰ نے اُسے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکوۃ کے مصارف کا تعین کرتے ہوئے فرمایا ہے:

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰه وابن السبیل، فریضة من اللّٰه، واللّٰه علیم حکیم(۲)

"زکوۃ تو فقراء، مساکین اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور اُن لوگوں کا جن کی دل داری مقصود ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے (قرض اُتارنے) کیلئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد کیلئے)، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں زکوۃ کے آٹھ مصارف کو "اِنَّما" کے حصر کے ساتھ بیان کیا ہے کہ زکوۃ صرف انہی آٹھ مصارف میں خرچ ہوگی۔ اور اِن آٹھ مصارفِ زکوۃ میں سب سے اہم مصرف "فی سبیل اللہ" ہے جس کے معنی کی تعیین کے بارے میں ائمہ مفسرین، محدثین اور فقہاء عظام کے مابین اختلاف رہا ہے۔ اس سلسلے میں تین گروہ ہیں:

گروہ اول

مصرفِ زکوۃ "فی سبیل اللہ" سے مراد مجاہدین اسلام ہیں۔ اس قول کے قائلین امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ،

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ، لاہور، پاکستان۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ ہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غازی کو زکوۃ بشرطِ فقر دی جائے گی جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک فقر کی شرط نہیں ہے۔

گروہ ثانی

مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' سے مراد حجاج کرام بھی ہیں۔ اس قول کے قائلین امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ ہیں۔

گروہ ثالث

مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' کی تشریح و توضیح میں تعمیم و توسیع کے جزوی و کلّی قائلین کے اقوال شامل ہیں اور ذیل میں اِن اقوال کی ترتیب نظریہ تعمیم و توسیع میں تدریج کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔

۱۔ مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' سے مراد علماء، مدرسین، اصحاب افتاء و قضاء اور طلبہ علوم شرعی ہیں۔ اس قول کے قائل امام صنعانیؒ ہیں۔

۲۔ مصرفِ زکوۃ 'فی سبیل اللہ' مسلمانوں کی مصالح عامہ کو شامل ہے یعنی وہ عمومی مصالح جن سے مسلمانوں کے دین اور اُن کی اجتماعی حیات کی بقا و ترقی کا تعلق ہو۔ اس قول کے قائلین شیخ رشید رضاؒ، مصطفیٰ المراغیؒ، ڈاکٹر محمود حجازیؒ اور شیخ شلتوتؒ وغیرہ ہیں۔

۳۔ مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' سے مراد صرف عسکری جہاد نہیں ہے بلکہ حق کو غالب اور سر بلند کرنے کیلئے جو فکری، لسانی اور قلمی کوششیں کی جائیں وہ بھی جہاد کے دائرے میں داخل ہیں لہذا اللہ کی راہ میں کسی بھی نوع کا جہاد کرنے والا اس مد میں شمار ہو گا۔ اس قول کے قائل شیخ یوسف القرضاوی، محمد ابراہیم الشیخ، شیخ عبد اللہ ناصح علوان، عبدالکریم زیدان اور خالد عبدالرزاق العانی ہیں۔

۴۔ مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' سے مراد تمام قسم کے اعمال خیر ہیں۔ یہ قول امام قفالؒ نے بعض مجہول فقہاء سے نقل کیا ہے۔ دیگر قائلین میں امام رازیؒ، علامہ کاسانیؒ، قاضی عیاضؒ، صدیق حسن خانؒ، محمد حسنین مخلوف، شیخ جاد الحق اور اہل تشیع کے علماء بھی شامل ہیں۔

گروہ اول (جمہور) کے دلائل

جمہور کے دلائل درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں۔

☆ سبیل اللہ کا مطلق اور اغلب استعمال

☆ حدیث سے استدلال

☆ ائمہ تفاسیر سے استدلال

☆ ائمہ مجتہدین سے استدلال

☆ قولِ جمہور پر اجماع ہونے کے دلائل

(۱) سبیل اللہ کا مطلق اور اغلب استعمال

جمہور کی سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ قرآن وسنت میں جب بھی ''سبیل اللہ'' کا لفظ مطلق بولا جائے تو اُس سے مراد غزوہ و جہاد ہوتا ہے۔قرآن کریم میں ''فی سبیل اللہ'' کا لفظ 42 مرتبہ آیا ہے جس میں علاوہ آیتِ صدقات یہ لفظ 25 مرتبہ قتال کے معنی میں آیا ہے۔(۳)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔''(۴)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کا ضامن ہے جو اس کے راستے میں نکلتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) وہ صرف اس لیے نکلتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرے اور اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسول کی تصدیق کرتا ہے پس اُس کو اِس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ میں اُس کو جنت میں داخل کروں گا۔''(۵)

ابن اثیرؒ (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

" واذا اطلق سبیلاللّٰه فهو فی الغالب واقع علی الجهاد وحتی صار لکثرة الاستعمال کانه مقصود علیه"(٦)

''اور جب لفظ ''سبیل اللہ'' مطلق بولا جائے تو غالب یہی ہے کہ اس سے مراد جہاد ہے اور یہاں تک کہ اب یہ لفظ کثرت استعمال کی بناء پر گویا اُس کا مقصود ہی بن گیا ہے۔''

امام سرخسیؒ (م ۴۹۰ھ) المبسوط میں لکھتے ہیں:

"الطاعات کلها فی سبیلاللّٰه ولکن عند الاطلاق هذا اللفظ المقصود بهم الغزاة عند الناس"(٧)

''تمام نیکیاں سبیل اللہ میں شامل ہیں لیکن مطلق استعمال کی صورت میں لوگوں کے ہاں اس لفظ سے مقصود قتال و جہاد ہوتا ہے۔''

علامہ ابن قدامہؒ (م ۶۲۰ھ) ''فی سبیل اللہ'' کی تشریح میں جمہور کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فقہا فرماتے ہیں کہ ''فی سبیل اللہ'' کا مصداق صرف غازی ہے اس لیے کہ جب بھی مطلقاً ''فی سبیل اللہ'' بولا جاتا ہے تو اس سے مراد جہاد ہی ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم میں اکثر سبیل اللہ سے مراد جہاد ہی ہے۔ یہ قول امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام ثوریؒ، امام شافعیؒ اور ابن منذرؒ کا ہے اور یہی اصح ہے۔'' (۸)

امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) المجموع شرح المہذب میں لکھتے ہیں:

" المتبادر الى الافهام ان سبيلالله تعالىٰ هو الغزوواكثر ماجاء فى القرآن العزيز كذلك"(۹)

''غالب قابل فہم بات یہی ہے کہ سبیل اللہ سے مراد غازی ہے اور یہ قرآن کریم میں اکثر اسی معنی کیلئے استعمال ہوا ہے۔''

ان اقتباسات سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ''فی سبیل اللہ'' کا مطلق استعمال، قتال و جہاد کے معنی کو ہی مستلزم ہے۔

(۲) حدیث سے استدلال

"عن ابى سعيد الخدرىؓ قال: قال رسولالله ﷺ لا تحل الصدقة لغنى الا لخمسة لعامل عليها او رجل اشتراها بماله او غارم او غاز فى سبيلالله او مسكين تصدق عليه منها فاهدى لغنى منها"(۱۰)

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ زکوۃ پانچ قسم کے مالداروں کیلئے حلال ہے۔ (۱) عاملینِ زکوۃ، (۲) جس شخص نے اسے اپنے مال کے ذریعے خریدا، (۳) مقروض شخص، (۴) مجاہد، (۵) کسی مسکین کو صدقہ کا مال دیا گیا اور اُس نے اُس میں سے کسی غنی کو ہدیہ کر دیا۔''

اس حدیث مبارکہ میں بھی آپ ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت، وحیِ ترجمان سے ''فی سبیل اللہ'' کا مصداق غازی ومجاہد کو قرار دیا تو معلوم ہوا کہ ''فی سبیل اللہ'' کی مد سے صرف قتال و جہاد کا معنی ہی مراد و متعین ہے۔

(۳) ائمہ تفاسیر سے استدلال

ائمہ تفاسیر کی ہاں بھی یہ بات بکثرت ملتی ہے کہ ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں جمہور کا قول ہی اکثریت کا قول ہے۔ امام قرطبیؒ متوفی ۶۷۱ھ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قوله تعالىٰ: (وفى سبيلالله) وهم الغزاة وموضع الرباط، يعطون ما ينفقون فى غزوهم ، كانو ا اغنياء او فقراء ، وهذا قول اكثر العلماء، وهو تحصيل مذهب مالك"(۱۱)

''فی سبیل اللہ سے مراد غازی اور وہ مقام ہے جہاں لشکر سرحد کی حفاظت کیلئے قیام کرے، مجاہدین کو جہاد کیلئے مال زکوۃ دی جائے گی خواہ وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ اور یہ اکثر علماء کا قول ہے اور امام مالکؒ کے مذہب کا ماحصل بھی یہی ہے۔''

امام ابوبکر جصاصؒ (م ۳۷۰ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''فقہاء کے درمیان '' فی سبیل اللہ'' کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس سے مراد مجاہدین ہیں چاہے وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ صرف فقیر مجاہدین کو زکوۃ دی جا سکتی ہے مالدار مجاہد کو نہیں۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا ایک تہائی حصہ '' فی سبیل اللہ'' خرچ کر دیا جائے تو یہ مال بھی فقیر مجاہدین کو دیا جائے گا۔''(۱۲)

امام ابوجعفر طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" يعنى وفى النفقة فى نصرة دين الله وطريقه وشريعه التى شرعها لعباده بقتال اعداء ه وذلك هوالغزو الكفار"(١٣)

''یعنی فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کے دشمنوں سے جنگ وقتال کے ذریعے اللہ کے دین، اس کی راہ اور اُس کی شریعت کی نصرت میں خرچ کرنا جو اس نے اپنے بندوں کیلئے مشروع کی ہے، یہی کفار کے ساتھ جہاد ہے۔''

(۴) ائمہ مجتہدین سے استدلال

جمہور کے قول کو اس اعتبار سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ اس قول کے قائلین ائمہ مجتہدین ہیں۔

کتاب الام میں امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) لکھتے ہیں:

" ويعطى من سهم سبيلالله عزوجل من غزا من جيران الصدقة فقيرا كا ن او غنيا ولايعطى منه غيرهم "(١٤)

''سبیل اللہ کے حصہ سے مجاہد کو دیا جائے گا خواہ وہ غنی ہو یا محتاج اور ان کے علاوہ کسی اور کو اس مد سے نہیں دیا جائے گا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۲۵ھ) لکھتے ہیں:

''بہر حال اکثر فقہاء فی سبیل اللہ کو غازی کے ساتھ مختص کرتے ہیں چاہے وہ غنی ہو یا فقیر۔ اور امام ابوحنیفہ (اس مصرفِ زکوۃ کو) فقیر غازی کے ساتھ مختص کرتے ہیں۔''(۱۵)

مشہور مالکی فقیہ ابن رشدؒ (م۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

"واما سبيلاللّه فقال مالك سبيلاللّه مواضع الجهاد والرباط وبه قال ابو حنيفه "(١٦)

''بہر حال امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے ہاں سبیل اللہ سے جہاد اور جہاں لشکر سرحد کی حفاظت کیلئے قیام کرے، کے مقامات مراد ہیں۔''

(۵) قولِ جمہور پر اجماع ہونے کے دلائل

درج ذیل اقتباسات نظریہ تعمیم والوں کیلئے بڑے فکر انگیز ہیں جو مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں سبیل اللہ کا لفظی عموم دیکھ کر سلف کے اجماع سے آنکھیں چراتے ہوئے نیکی کے تمام اُمور کو اس مد میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔امام ابن عربیؒ (م۵۴۲ھ) اپنی تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

" قال مالك سبلاللّه كثرة ولكنى لا اعلم خلافا فى ان المراد فى سبيلاللّه هنا الغزو من جملة سبيل اللّه ، الا ما يوثر عن احمد و اسحاق"۔(١٧)

''امام مالکؒ نے کہا کہ اللہ کے راستے تو بہت ہیں لیکن مجھے اس بارے میں کہ یہاں سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے، کوئی اختلاف معلوم نہیں البتہ امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ سے منقول ہے (کہ اس سے مراد حج ہے)۔''

۲۔امام ابن حزمؒ (م۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

"انه لا خلاف فى انه لم يرد كل وجه من وجوه البر فى قسمة الصدقات فلم يجز أن توضع الا حيث بين النص "(١٨)

''اس بات میں کہ صدقات کی مدات میں ''فی سبیل اللہ'' سے مراد نیکی کے تمام کام نہیں ہیں، کسی کا اختلاف نہیں ہے پس یہ جائز نہیں ہے کہ نصِ حدیث (حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ) میں مذکور مد کے علاوہ کوئی اور چیز مراد لی جائے۔''

۳۔حافظ ابن تیمیہؒ (م۷۲۸ھ) اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"فاما الجهاد فهو اعظم سبيلاللّه بالنص والاجماع"(١٩)

''جہاد نص اور اجماع کی رو سے سب سے بڑا اللہ کا راستہ ہے۔''

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مباحث میں اپنے مقالہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''غور کیا جائے تو چوتھی صدی ہجری تک فی سبیل اللہ کے مصداق میں دو کے سوا کوئی تیسرا قول نہیں

ملتا، ایک مجاہدین اور متعلقات جہاد، دوسرے حجاج، گویا ائمہ مجتہدین کے دور میں اس پر اجماع منعقد ہو چکا، اس کے بعد کسی اور رائے کا اظہار گویا خرقِ اجماع کے مترادف ہے۔'' (۲۰)

مزید یہ کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں یہ بات سب کے نزدیک متفق رہی ہے کہ مسجد کی تعمیر و دیگر رفاہی کام مثلاً میت کے قرض کی ادائیگی اور کفن کا عطیہ وغیرہ پر زکوۃ کی مد سے خرچ ناجائز رہا ہے۔اور اگر اس مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں تعمیم کا قول مان لیا جائے تو صدیوں پر مبنی اجماع کی مخالفت لازم آئے گی جس پر درج ذیل اقتباسات بھی شاہد ہیں۔

۱۔امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ (م ۲۲۴ھ) لکھتے ہیں:

''میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی، کفن کا عطیہ، مساجد کی تعمیر اور اسی کے مثل دیگر نیکی کے کاموں کے بارے میں امام سفیانؒ، اہل عراق اور اُن کے علاوہ علماء کا اجماع ہے کہ ان چیزوں پر زکاۃ کی رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہ امور، مصارفِ زکوۃ کی آٹھ مدوں میں سے نہیں ہیں اور اس بات پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ زکوۃ سے میت کا قرض نہیں ادا کیا جائے گا۔'' (۲۱)

۲۔صاحب ''الخرشی علی مختصر سیدی خلیل'' (م ۱۱۰۱ھ) بھی لکھتے ہیں:

''آیت صدقات میں مذکور مصارف کے علاوہ کسی اور مصرف پر زکوۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے مثلاً مسجد کی تعمیر۔'' (۲۲)

علامہ ابن تیمیہؒ توسیع کے قائلین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اُمت میں آیت مصارفِ زکوۃ کے مصرف ''فی سبیل اللہ'' میں دو اقوال ہی مذکور ہیں لیکن کچھ لوگوں نے ایک تیسرا قول اختراع کر کے یہ بات باور کرائی ہے کہ اُمت اِس سے قبل قرآن و حدیث کی تفسیر میں گمراہی پر جمع تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونی والی آیتِ صدقات کا معنی صحابہ اور تابعین نہیں سمجھ سکے لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا مرادی معنی سمجھ لیا۔'' (۲۳)

فقر کی شرط پر احناف کے دلائل

جیسا کہ گروہ اول (جمہور) کے ابتدائی کلمات میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ جمہور میں احناف کے ہاں ''فی سبیل اللہ'' کی مصرف میں مجاہد و غازی کیلئے فقر کی شرط بھی لازم ہے۔ کیونکہ زکوۃ کا مقصد غرباء، فقراء اور مساکین کی دل داری کے ساتھ ساتھ معاشی تحفظ بھی ہے اور وہ اُسی صورت ممکن ہے جب اُمراء سے زکوۃ لے کر محتاج اور ضرورت مندوں میں تقسیم کی جائے۔ اور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنایا تو بھیجتے

وقت جو ہدایات دی تھیں اُن میں یہ بات بھی شامل تھی:

" ان اللّٰہ تعالیٰ افترض علیھم صدقة توخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم"(۲۴)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کو اُن پر فرض قرار دیا ہے لہذا یہ اُن کے اغنیاء سے لیکر اُن کے فقراء پر خرچ کی جائے گی۔''

حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ کے جوابات

۱۔ محقق ابن ہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حدیثِ حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''(الحدیث)لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو حدیثِ معاذؓ (عدم حلت برائے غنی مجاہد) کے درجے وقوت کی مانند نہیں ہے۔مزید برآں حدیثِ معاذؓ کو اصحاب ستہ نے روایت کیا ہے۔۔اور اگر اُس قوت کی مان بھی لی جائے تو پھر بھی حدیثِ معاذؓ کو ترجیح ہو گی کیونکہ یہ مانع ہے جبکہ (حدیثِ ابوسعیدؓ) مبیح ہے۔(مانع اور مبیح میں اختلاف کی صورت میں مانع کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے)۔''(۲۵)

۲۔ علامہ عینیؒ (م ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''اور اس قول (لغاز فی سبیل اللّٰہ) سے مراد وہ غازی لیا ہے جو بدن کی قوت اور کسب پر قدرت کے لحاظ سے غنی ہو نہ کہ شرعی نصاب والاغنی۔''(۲۶)

گروہ ثانی کے دلائل

گروہ ثانی کے قائلین کا کہنا ہے کہ ائمہ تفاسیر سے سلف میں دونوں اقوال (فی سبیل اللہ سے مراد جہاد یا حج) ملتے ہیں جن کے بارے میں تفصیل جمہور کے اقوال کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔مزید برآں درج ذیل احادیث سے بھی ہمارے اس قول کہ فی سبیل کی مد سے حج مراد ہے، کی تائید ہوتی ہے۔امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ)، اللہ تعالیٰ کے اس قول (وفی الرقاب وفی سبیل اللّٰہ) کے عنوان سے ایک باب میں فرماتے ہیں:

۱۔"ویذکر عن ابن عباسؓ یعتق من زکاة ماله ویعطی فی الحج"(۲۷)

''حضرت ابن عباسؓ سے مذکور ہے کہ انسان اپنے مال زکوۃ سے غلام آزاد کر سکتا ہے اور حج کیلئے اخراجات دے سکتا ہے۔''

۲۔" ویذکر عن ابی لاسؓ : حملنا النبی ﷺ علی ابل الصدقة للحج"(۲۸)

''حضرت ابو لاسؓ سے مذکور ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے حج (کی سواری) کیلئے صدقہ کے اونٹ عطا کیے تھے۔''

۳۔ ''حضرت ام معقلؓ کہتی ہیں۔۔۔کہ ہم حج کیلئے تیار تھے کہ حضرت ابو معقلؓ وفات پا گئے اور حج کیلئے ہمارا ایک ہی اونٹ تھا جو انہوں نے اللہ کی راہ میں دے دیا تھا تو آپؐ نے فرمایا: (**فهلا خرجت عليه؟ فان الحج من سبيل الله**) تم کیوں نہ اس پر حج کیلئے چلی گئیں، پس بے شک حج بھی تو اللہ کی راہ میں سے ہے۔'' (۲۹)

گروہ ثالث کے چند قائلین کے اقتباسات

گروہ ثالث کے قائلین میں نظریہ تعمیم کے جزوی اور کُلی قائلین شامل ہیں۔ جزوی قائلین میں سرفہرست امام صنعانیؒ، پھر شیخ رشید رضاؒ وغیرہ اور پھر یوسف القرضاوی وغیرہ شامل ہیں جبکہ کُلی قائلین میں قفال کے مجہول فقہاء کے علاوہ نواب صدیق حسن خانؒ اور اہل تشیع وغیرہ پیش پیش ہیں۔

☆ امام صنعانیؒ (م ۱۰۹۹ھ) نے سبل السلام میں باب قسمۃ الصدقات کے تحت، حدیث سعید خدریؓ کی تشریح میں اس قول کا تذکرہ کیا ہے۔

" ويلحق به من كان قائما بمصلحة عامة من مصالح المسلمين للقضاء والافتاء والتدريس وان كان غنيا"(۳۰)

''اور غازی کے ساتھ اُس شخص کو بھی ملایا جائے گا جو مسلمانوں کے مصالح میں سے کسی مصلحت عام کا کوئی کام سرانجام دے رہا ہو، جیسے قضاء، افتاء اور تدریس اگرچہ وہ غنی ہو۔''

☆ شیخ محمد رشید رضاؒ (م ۱۳۵۴ھ) تفسیر منار میں ''فی سبیل اللہ'' کے تحت اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور حق بات یہ ہے کہ یہاں 'سبیل اللہ' سے مراد مسلمانوں کے مصالح عام ہیں جن سے دین اور دولت اسلامیہ کو استحکام بخشتا ہو نہ کہ افراد (کی مصلحتیں)۔ اور افراد کا حج اس قبیل (مصالح مسلمین) سے نہیں ہے کیونکہ یہ (عبادت) صاحب استطاعت پر واجب ہے اس کے علاوہ پر نہیں۔ مزید یہ کہ حج فرائض عینیہ میں سے ایک ہے (جیسے نماز و روزہ)'' (۳۱)

شیخ مصطفیٰ المراغیؒ (م ۱۳۷۱ھ) تفسیر مراغی میں لکھتے ہیں:

''(وفی سبیل اللہ) میں خیر کے تمام اُمور داخل ہیں جیسا کی مردوں کی تکفین، پلوں اور قلعوں کی تعمیر، مسجد کی عمارت اور اسی کی مثل وغیرہ۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ ''سبیل اللہ'' سے مسلمانوں کی وہ تمام مصالح عام مراد ہیں جس سے دین اور دولت اسلامیہ کو استحکام بخشتا ہو نہ کہ افراد''۔ (۳۲)

ڈاکٹر محمد محمود حجازیؒ (م ۱۳۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''(وفی سبیل اللہ) سے مراد یہاں مسلمانوں کے مصالح عام ہیں جن سے ان کے دین اور دولت

اسلامیہ کو استحکام بخشتا ہو اور ہر وہ خیر جو اجتماعیت پر مبنی ہو۔'' (۳۳)

شیخ محمود شلتوتؒ (م ۱۳۸۳ھ) اپنے فتاوٰی میں لکھتے ہیں:

''اگر بستی میں ایک ہی مسجد کے بنانے اور تعمیر کرنے کا ارادہ ہے یا مسجدیں تو اور بھی ہیں لیکن اہل علاقہ کیلئے ناکافی ہیں اور وہ اس بناء پر ایک اور مسجد بنانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اُس مسجد کے بنانے کیلئے زکوۃ کی رقم کا استعمال شرعی طور پر درست ہے۔۔کیونکہ 'سبیل اللہ' سے مراد وہ مصالحِ عام ہیں جن سے تمام مسلمان فائدہ اُٹھاتے ہیں۔'' (۳۴)

☆ شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

''میں ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں اتنی وسعت پیدا کرنے کا قائل نہیں ہوں کہ اس میں تمام نیکیاں اور ملت کے تمام اجتماعی کام آجائیں، اسی طرح میں ''فی سبیل اللہ'' کا دائرہ اتنا تنگ کرنے کا بھی قائل نہیں ہوں کہ وہ عسکری جہاد میں محدود ہو جائے۔ جہاد جس طرح نیزے اور تلوار سے ہوتا ہے اسی طرح زبان وقلم سے بھی ہوتا ہے۔ جہاد جس طرح عسکری ہوتا ہے اسی طرح فکری، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی بھی ہوتا ہے اور جہاد کی اِن تمام قسموں میں مالی تعاون اور سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے،۔۔ زمانہ ماضی میں مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء نے اگر ''فی سبیل اللہ'' والا حصہ مجاہدین۔۔پر مخصوص کیا تھا تو ہم دور حاضر میں اُن مجاہدین کے ساتھ ایک دوسری نوع کے مجاہدین کو شامل کرتے ہیں یعنی اُن لوگوں کو جو تعلیماتِ اسلام اور دعوتِ اسلام کے ذریعے دلوں اور دماغوں کے میدان میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی زبان اور قلم اسلامی عقائد واحکام کے دفاع کیلئے وقف ہیں۔'' (۳۵)

☆ نواب صدیق حسن (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

''یہاں پر سبیل اللہ سے مراد اللہ عزوجل کی طرف پہنچنے کا راستہ ہے اور جہاد اگرچہ اللہ عزوجل کی طرف پہنچنے کا سب سے بڑا راستہ ہے لیکن اس بات پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ سبیل اللہ کی مد جہاد کیلئے خاص ہے بلکہ اِس مد کو اُن تمام کاموں پر خرچ کرنا صحیح ہے جو راہِ خدا میں شمار ہوں۔ لغوی اعتبار سے بھی آیت کے اس حصہ کا یہی معنی ہے۔'' (۳۶)

اہل تشیع کے ہاں بھی مصرف زکوۃ ''فی سبیل اللہِ'' میں توسیع کا نظریہ ملتا ہے۔

آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی تفسیر نمونہ میں لکھتے ہیں:

''(ومصرف در راہ خدا) (وفی سبیل اللہ) منظور راز آن، تمام راہ ھائی است کہ بہ گسترش وتقویت

آئینِ الٰہی منتہی شود۔''(٣٧)

''(خدا کے راستے میں)(وفی سبیل اللہ) اس سے مراد وہ تمام راستے ہیں جن سے دینِ الٰہی کو وسعت اور تقویت ملتی ہو۔''

گروہ ثالث کے قائلین کے دلائل کے نکات

- ☆ لغوی استدلال
- ☆ ائمہ تفاسیر وفقہاء سے استدلال
- ☆ گروہ ثانی کے دلائل سے استشہاد
- ☆ حدیثِ قسامہ
- ☆ احادیث (اقسام جہاد) اور قیاس بوجہ عصری ضروریات واحتیاجات

☆ لغوی استدلال

فی سبیل اللہ کے لغوی معنی کی تشریح اہل لغت نے یوں بیان کی ہیکہ سبیل کا اصل معنی راستہ ہے اور سبیل اللہ لفظِ عام ہے جس کا اطلاق ہر اُس خالص عمل پر ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو اور وہ تمام راستے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف لیجائیں۔

علامہ ابن اثیرؒ (م٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

"السبیل فی الاصل الطریق۔۔و سبیل اللّٰہ عام یقع علی کل عمل خالص سلك به طریق التقرب الی اللّٰہ تعالٰی"(٣٨)

علامہ منظورؒ (م ٧١١ھ) لسان العرب میں لکھتے ہیں:

" و کل ما امراللّٰہ به من الخیر فھو من سبیل اللّٰہ ای من الطرق الی اللّٰہ"(٣٩)

☆ ائمہ تفاسیر وفقہاء سے استدلال

گروہ ثالث اپنے مقدمہ کی پختگی کیلئے سلف سے بالخصوص امام رازیؒ اور علامہ کاسانیؒ کا نام پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جمہور کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ سلف میں گروہِ ثالث کے کوئی قائلین نہیں رہے ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ متوفی ٦٠٦ھ ''فی سبیل اللہ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اور یہ بات جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا قول (وفی سبیل اللہ) کا ظاہر غازیوں میں حصر کو ثابت نہیں کرتا پس اسی وجہ سے قفالؒ نے اپنی تفسیر میں بعض فقہاء کی طرف سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں

نے نیکی کے تمام کاموں میں زکوۃ کو خرچ کرنا جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مردوں کی تکفین، مسجدوں اور قلعوں کی تعمیر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول (وفی سبیل اللہ) سب کیلئے عام ہے۔''(۴۰)

علامہ کاسانیؒ (م ۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے قول (وفی سبیل اللہ) سے مراد تمام خیر کے امور ہیں لہذا اس مصرف میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خیر کے کاموں میں کوشش کرے بشرطیکہ وہ شخص محتاج ہو۔''(۴۱)

☆ گروہ ثانی کے دلائل سے استشہاد

نظریہ تعمیم وتوسیع کے قائلین گروہ ثانی کے دلائل سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' کا معنی صرف قتال و جہاد کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس میں حج بھی شامل ہے تو گویا ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں قتال و جہاد کے ساتھ حج کا شامل ہونا اور قدیم فقہاء کا اِس معنی کو اختیار کرنا حقیقت میں توسیع کی جانب پہلا قدم ہے۔مزید دلائل کی تفصیل گروہ ثانی کے دلائل میں آچکی ہے۔

☆ حدیثِ قسامہ

گروہ ثالث کی ایک مضبوط دلیل حدیثِ قسامہ بھی ہے جو حضرت بشیر بن یسارؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص خیبر میں قتل ہو گیا اور قاتل کا پتہ نہ تھا تو نبی کریمؐ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے چنانچہ آپؐ نے ''فواداہ مائة من ابل الصدقة'' (۴۲) صدقے کے اُونٹوں میں سے سو اُونٹ (خود مقتول کے ورثاء کو) دیت میں دیئے۔

اس حدیث سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ زکوۃ کی رقم ہر نیکی کے کام پر خرچ کی جا سکتی ہے لہذا آیتِ صدقات کے مصرف ''فی سبیل اللہ'' کے تحت صرف مجاہدین یا حجاج کرام کو اس مصرف کا مصداق قرار دینا صحیح نہیں ہے بلکہ خیر کے تمام امور اِس مصرف کا حصہ ہونگے۔

☆ احادیث (اقسام جہاد) اور قیاس بوجہ عصری ضروریات و احتیاجات

قائلین گروہ ثالث کا کہنا ہے کہ احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت سے کئی افعال کو جہاد قرار دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد کا معنی صرف قتال و جہاد کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اس معنی میں توسع ہے جو ہر قسم کے جہاد کو شامل ہے چاہے وہ فکری، عملی، قلمی اور لسانی جہاد ہی کیوں نہ ہو۔اور دور حاضر میں صرف اِسی قسم کا جہاد ہو سکتا ہے لہذا از روئے قیاس بھی اس میں وسعت پیدا کی جا سکتی ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی اس ضمن میں دو دلائل پیش کرتے ہیں۔

جہاد کے معنی میں وسعت پیدا کرنے کے سلسلے میں ہمارے دلائل:

۱۔ اسلام میں جہاد، صرف عسکری جہاد میں منحصر نہیں ہے، حدیث صحیح میں ہے کہ نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل جہاد کیا ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا (۴۳)۔۔اور رسول اکرمؐ یہ بھی فرماتے ہیں: مشرکین سے اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ذریعے جہاد کرو(۴۴)۔

۲۔ ہم نے اسلامی سرگرمیوں اور جہاد کی جن صورتوں کا ذکر کیا اگر وہ نصوص قرآن وسنت کی بناء پر جہاد کے مفہوم میں داخل نہ بھی ہوں تو انہیں قیاس کے ذریعے جہاد سے ملحق کرنا ضروری ہے کیونکہ ان دونوں سے مقصود اسلام کی طرف سے دفاع ونصرت، دشمنانِ اسلام کا مقابلہ اور دنیا میں کلمۃ اللہ کی سربلندی ہے۔''(۴۵)

جوابات دلائل (جوابات دلائلِ گروہ ثانی وگروہ ثالث)

جوابات دلائلِ گروہ ثانی

گروہ ثانی کی طرف سے تین احادیث پیش کی گئی ہیں جن کی اسناد میں اضطراب کے ساتھ علل بھی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امام شوکانیؒ (م۱۲۵۰ھ) نیل الاوطار میں لکھتے ہیں:

''حدیث ام معقلؓ کو ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں ایک آدمی مجہول ہے اور اُس کی اسناد میں ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی الکوفی ہے جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے نیز اس کے علاوہ اور بھی علل ہیں۔''(۴۶)

اسی طرح امام شوکانی نیل الاوطار میں حدیث ابولاسؓ کے بارے میں بھی لکھتے ہیں:

"واما حديث ابى لاس قال الحافظ: ورجاله ثقات الا أن فيه عنعنه ابن اسحاق ولهذا توقف ابن منذر فى ثبوته"(٤٧)

''حدیث حضرت ابولاسؓ کے بارے میں حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں لیکن ابن اسحاق نے اسے عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی وجہ سے امام ابن منذر نے اس روایت کے ثبوت میں توقف کیا ہے۔''

مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری گروہ ثانی کی حدیث ابن عباسؓ کا جواب دیتے ہوئے مرعاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں:

''حدیث ابن عباسؓ کی سند میں ایک راوی عامر بن عبد الواحد الاحول ہے جو امام احمد ونسائی کے نزدیک متکلم فیہ ہے اور حافظ ابن حجر نے اُس کے بارے میں 'صدوق یخطی' لکھا ہے۔'' (۴۸)

جوابات دلائلِ گروہ ثالث

گروہ ثالث کے پہلے دو استدلال کے جوابات گروہ اول کے دلائل میں بیان ہو چکے ہیں جبکہ تیسرے استدلال کا جواب گروہ ثانی کے دلائل کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے۔

مزید برآں گروہ ثالث کی جانب سے چوتھی مضبوط دلیل حدیثِ قسامہ ہے جس کا جمہور کی جانب سے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قسامہ کے تمام طرق میں سوائے ایک حدیث (سعید ابن عبید الطائی) کے، یہ بات نہیں ملتی ہے کہ آپؐ نے صدقہ کے اُونٹوں سے دیت ادا کی۔

☆ جوابات حدیث قسامہ

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، فتح الباری میں اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''قوله من ابل الصدقه (آپؐ نے دیت میں صدقہ کے اونٹ دیئے) کے الفاظِ حدیث کے بارے میں بعض کا گمان ہے کہ یہ راوی سعید بن عبید کی غلطی کا نتیجہ ہے کیونکہ حضرت یحیٰی بن سعیدؒ سے مروی حدیث میں تصریح ہے 'فعقله النبیؐ من عنده' (۴۹) کہ آپؐ نے وہ اُونٹ اپنی طرف سے دیے تھے۔'' (۵۰)

حضرت یحیٰی بن سعیدؒ سے مروی حدیث کے علاوہ دیگر چند طُرقِ حدیث میں بھی یہ جملہ (من ابل الصدقه) موجود نہیں ہے۔

☆ وفی روایه ابی لیلٰی "فواداه رسول الله ﷺ من عنده مائة ناقة" (۵۱)

☆ وفی روایة حماد بن زید " فواداهم رسول الله ﷺ من قِبَله" (۵۲)

☆ وفی روایة اسحاق بن منصور "فواداه رسول الله ﷺ من عنده فبعث الیهم رسول اللهؐ مائة ناقة " (۵۳)

۲۔ سنن نسائی میں یہ روایت اس طرح سے بھی منقول ہے:

''فقسم رسول الله ﷺ دیته علیهم واعانهم بنصفها'' (۵٤)

'' آپ ﷺ نے دیت کو یہود پر تقسیم کر دیا لیکن نصف دیت سے اُن کا تعاون کیا۔''

مزید برآں امام نسائی حدیثِ قسامہ کو ۱۰ مختلف طرق سے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وخالفهم

سعید ابن عبید الطائی وقال من ابل الصدقه"۔(۵۵) کہ سعید ابن عبید الطائی نے، تمام طرق حدیث کی مخالف یہ بات "**من ابل الصدقه**" کہی ہے یعنی "**من ابل الصدقه**" والا جملہ صرف سعید ابن عبید سے منقول ہے باقی تمام طرق احادیث میں یہ اضافہ موجود نہیں ہے۔

☆ جواب احادیث (اقسام جہاد)

شیخ یوسف القرضاوی کی دلیل اول (اقسام جہاد پر مبنی احادیث) کا جواب

مولانا عتیق احمد قاسمی "جدید فقہی مباحث" میں اپنے مضمون "مصرفِ زکوۃ فی سبیل اللہ کے بارے میں قائم کردہ سوالات کے مختصر جوابات" میں اس قول کے قائلین کو بہت عمدہ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ذخیرہ احادیث پر جن لوگوں کی نظر ہے وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ زبان نبوت نے سینکڑوں بار جہاد بول کر عسکری جہاد مراد لیا ہے لیکن (جب) رسول اللہ ﷺ نے کسی دوسرے عمل کی غیر معمولی اہمیت بیان کرنا چاہی تو اُسے جہاد کے ساتھ تشبیہ دے دی اور کبھی کبھی تشبیہ میں مبالغہ پیدا کرنے کیلئے (اُس عمل کو) عین جہاد قرار دے دیا۔ افضل الجہاد والی وہ حدیث جس سے شیخ یوسف القرضاوی نے اپنے دعوی پر استدلال کیا ہے اس میں یا تو جہاد لغوی معنی پر محمول کیا جائے گا یا اِسے تشبیہ واستعارہ کا طرزِ بیان قرار دیا جائے گا اور اس حدیث کو سمجھنے میں آپ کو زیادہ آسانی ہوگی اگر آپ درج ذیل احادیث کو بھی پیش نظر رکھیں:
>
> افضل الجهاد حج مبرور (٥٦) افضل الايمان حسن الخلق (٥٧)
>
> افضل الهجره ان تهجر ما كره ربك (٥٨)

ان تمام احادیث کا پیرائے بیان وہی ہے جو حدیثِ **افضل الجهاد** کا ہے۔ ان تمام احادیث میں تشبیہ اور استعارہ کا بلیغ اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور بعض دوسرے دینی کاموں کو ہجرت، ایمان اور جہاد کے ساتھ انتہائی بلیغ پیرائے میں تشبیہ دی گئی ہے۔" (۵۹)

شیخ یوسف القرضاوی کی دلیل ثانی (قیاس بوجہ عصری ضروریات واحتیاجات) کے جوابات

مصرفِ زکوۃ "فی سبیل اللہ" کی مد میں قیاس کر کے جہاد کے معنی میں دفاع ونصرت، دشمنانِ اسلام کا مقابلہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے پیش نظر توسع کا نظریہ اختیار کرنا درج ذیل بناء پر صحیح نہیں ہے۔

ا۔ مصارفِ زکوۃ قیاس واستنباط کا موضوع نہیں بن سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت مصارفِ زکوۃ میں زکوۃ کے مصارف کو لفظ 'انّما' کے حصر کے ساتھ بیان کیا ہے یعنی زکوۃ صرف انہی آٹھ مدات میں خرچ ہوگی۔ اس بارے

میں آپ ؐکا واضح فرمان بھی موجود ہے۔

" ان اللّٰہ لم یرض بحکم نبی ولاغیرہ فی الصدقات حتی حکم فیھا ھو فجزأھا ثمانیۃ اجزاء"(۶۰)

''آپ ؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے صدقات کی تقسیم کوکسی نبی یا غیر نبی کے بھی حوالہ نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے متعلق فیصلہ فرما کراس کے آٹھ مصارف متعین فرما دیئے۔''

اور اگر یہ کہا جائے کہ جہاد کے معنی میں وسعت، حصر کو کہاں توڑتی ہے کیونکہ ''فی سبیل اللہ'' کا خاص معنی جہاد ہی ہے جو کہ جمہور کا قول ہے۔لیکن ایسا کہنا بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس سے بظاہر حصر تو قائم ہے لیکن حقیقتاً حصر باقی نہیں رہتا ہے۔

۲۔ مولانا عتیق احمد قاسمی اس سوال کا بھی بہت عمدہ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مشہور حنفی اصولی وفقیہ امام سرخسی ۴۹۰ھ نے اپنی مشہور کتاب اصول السرخسی میں قیاس کیلئے پانچ شرطیں ذکر کی ہیں، ان میں سے شرط نمبر: ۱ یہ ہے کہ اصل ''مقیس علیہ جس پر قیاس کیا جا رہا ہو' کا حکم اسی کے ساتھ خاص نہ ہو (احدھما أن لا یکون حکم الاصل مخصوصا بہ)۔اور شرط نمبر: ۵ یہ ہے کہ تعلیل '' علت دریافت کر کے قیاس کرنا'' کی وجہ سے نص کے کسی لفظ کو باطل کرنا لازم نہ آتا ہو (والخامس أن لایکون التعلیل متضمنا اِبطال شی ء من الفاظ المنصوص)۔ (۶۱) مصارفِ زکوۃ کے مسئلہ میں صحت قیاس کی یہ دو شرطیں نہیں پائی جاتیں اس لیے کہ سورہ توبہ کی آیت نمبر: ۶۰ صاف طور پر بتا رہی ہے کہ زکوۃ کا مصرف ہونا اُن ہی آٹھ مدات کیلئے خاص ہے لہذا شرط نمبر:۱ مفقود ہوئی'' نیز اگر مصارفِ زکوۃ کی علت تلاش کر کے کچھ نئی مدوں کو اُن پر قیاس کریں تو نص ''سورہ توبہ کی آیت نمبر: ۶۰ کے بعض الفاظ کا ابطال لازم آتا ہے یعنی 'انما' جو حصر کیلئے ہے'' کے تقاضے پر عمل نہیں ہوتا'' لہذا شرط نمبر: ۵ مفقود ہوئی۔'' (۶۲)

دیگر جوابات

گروہ ثالث کا یہ کہنا کہ امام رازیؒ اور علامہ کاسانیؒ مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں تعمیم وتوسیع کے قائل تھے، یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ علامہ کاسانی نے جن دو شرائط کو اس ضمن میں بیان کیا ہے، اُن شرائط سے تو جمہور کے قول کی توثیق ہوتی ہے نہ کہ گروہ ثالث کی۔اور اسی طرح امام رازیؒ نے قفال کے قول (جو کہ گروہ ثالث کی ایک دلیل ہے) کو دیگر ائمہ تفاسیر کی طرح صرف اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے، اختیار نہیں کیا۔

۱۔ علامہ کاسانیؒ کی عبارت کا جواب

علامہ کاسانیؒ بظاہر تو تعمیم کے قائل ہیں لیکن اس ضمن میں اُن کے نزدیک دو شرطوں (تملیکِ زکوۃ اور فقر) کا ہونا ضروری ہے۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

''پس زکوۃ کا رکن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے نصاب میں سے ایک جزء (چالیسواں حصہ) نکالنا اور پھر اُس جزء کو اپنی ملکیت کے خاتمے کے ساتھ فقیر کی ملکیت میں دے دینا یا فقیر کا کوئی نائب ہو (اُس کے سپرد کر دینا)۔۔۔اور اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ اِسی چیز کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''واتوا الزکوۃ'' یعنی ایتاء زکوۃ کرو اور وہی تملیک ہے۔'' (۶۳)

مزید لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے قول (وفی سبیل اللہ) سے مراد تمام خیر کے امور ہیں لہذا اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خیر کے کاموں میں کوشش کرے بشرطیکہ وہ شخص محتاج ہو۔'' (۶۴)

علامہ یوسف القرضاوی، صاحب بدائع کی اسی عبارت کے متعلق لکھتے ہیں:

''صاحب بدائع نے ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں فقر (غریب ومحتاج ہونا) کی شرط لگائی ہے۔ لہذا یہ رائے بھی ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں تنگی کرنے والوں (جمہور) کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔'' (۶۵)

۲۔ امام رازیؒ کی عبارت کا جواب

قائلین نظریہ تعمیم کا یہ کہنا کہ ''امام رازی بھی مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں توسیع کے قائل تھے'' یہ صحیح نہیں ہے۔ شیخ زاہد الکوثری مذکورہ عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور امام رازی کا قفال کی عبارت نقل کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ''فی سبیل اللہ'' میں تمام اُمور خیر شامل ہیں (یہ عبارت قفال نے) مجہول فقہاء کی طرف سے (بیان کی ہے) جو علماء کی جماعت کی رائے کے خلاف ہے۔ پس اس قول کا حال مجاہیل کی روایت کی مانند ہوگا۔ (جس طرح عموماً مفسرین شاذ اقوال کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض اقوال کی تردید اس لیے نہیں کرتے کہ اُس قول کا مردود ہونا واضح ہوتا ہے)۔'' (۶۶)

۳۔ قفال کی عبارت کا جواب

جس بنیاد پر نظریہ تعمیم کے قائلین مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں توسع کے قائل ہیں وہ قفال کی عبارت

ہے اور اُس عبارت کا حال یہ ہے کہ اُس میں قفال، نظریہ تعمیم کے قول کو بعض مجہول فقہاء کی طرف منسوب کرتے ہیں اور نہ ہی قفال کی تفسیر موجود ہے۔ لہذا یہ قول نقلی و عقلی اعتبار سے کمزور ہے۔

حافظ ابوالقاسم بن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) قفال کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں::

''حافظ ابوالقاسم بن عساکرؒ نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ (قفال کبیر) شروع میں اعتدال سے منحرف ہو کر اعتزال کے قائل ہو گئے تھے پھر بعد میں انہوں نے مذہب اشعری کی طرف رجوع کیا۔۔ میں (ابوالحسن صفار) نے ابوسہل سے سنا جب اُن سے قفال کبیر کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں انہوں نے کہا کہ اس تفسیر کو ایک اعتبار سے پاک سمجھو اور ایک اعتبار سے ناپاک سمجھو یعنی معتزلی مذہب کی نصرت کی وجہ سے اس کی تفسیر کو ناپاک سمجھو۔'' (۶۷)

۴۔کُلی نظریہ تعمیم پر خود علامہ سید رشید رضا کا رد

اگرچہ علامہ سید رشید رضا نظریہ تعمیم میں قدرے توسع کے قائل ہیں لیکن انہوں نے بھی کلی نظریہ تعمیم کے قول کو نہ صرف خلاف اجماع قرار دیا بلکہ کلی نظریہ تعمیم کے قائلین پر کیا خوبصورت رَد کرتے ہوئے لکھا ہیں:

''نظریہ تعمیم اس بات کا مقتضی ہے کہ ہر نمازی، روزہ دار، صدقہ وخیرات کرنے والا۔۔اپنے اس عمل خیر کی وجہ سے شرعی طور پر زکوۃ کا مستحق ہو جائے پس واجب ہے کہ ایسے شخص کو زکوۃ میں سے دیا جائے اور اس کیلئے زکوۃ لینا بصورت غنی بھی جائز ہوگا حالانکہ یہ صورت بھی اجماع امت کے خلاف ہے۔(۶۸)

۵۔نواب صدیق حسن خانؒ کا نظریہ تعمیم سے رجوع

ایک طرف تو نواب صدیق حسن خانؒ نظریہ تعمیم کے قائل ہیں جبکہ دوسری طرف نواب صاحب اپنی ہی تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں جمہور کے قول کو ترجیح دے کر جمہور کا اجماع بیان کر رہے ہیں۔

''بعض لوگوں نے کہا کہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے پس اس کو ایک خاص نوع (قتال و جہاد) میں محدود کرنا جائز نہیں ہے لہذا ''فی سبیل اللہ'' میں تمام اُمورِ خیر داخل ہونگے لیکن پہلا قول (جمہور کا قول) اولیٰ ہے کیونکہ اس پر جمہور کا اجماع ہے۔'' (۶۹)

مولانا عتیق قاسمی، نواب صدیق حسن صاحب کے نظریہ تعمیم سے رجوع پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فتح البیان'' اور ''الروضۃ الندیہ'' کے سنین اشاعت اور بعض دوسرے قرائن سے یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ نواب صاحب نے ''الروضۃ الندیہ'' میں پیش کردہ تعمیم کے نظریہ سے اپنی تفسیر میں رجوع کر لیا ہے اور بالآخر جمہور کا مسلک اختیار کر لیا ہے۔'' (۷۰)

راقم کے نزدیک بھی جمہور کے قول کو درج ذیل بنیادوں پر فوقیت وامتیاز حاصل ہے۔

۱۔ جمہور کے قول میں قرآن وسنت کی اتباع کے ساتھ ساتھ احتیاط کا پہلو بھی شامل ہے۔

۲۔ اگر مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں توسیع کے قائلین کا قول مان لیا جائے کہ تمام امور خیر'' فی سبیل اللہ'' کی مد میں شامل ہیں تو صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے مصارف میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

۳۔ مزید برآں جن ضرورتوں کی وجہ سے مصرفِ زکوۃ ''فی سبیل اللہ'' میں توسیع کا طوفان برپا کیا جارہا ہے کیا وہ ضروریات دورنبویؐ، دور صحابہؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کے زمانے میں موجود نہ تھیں مثلاً تعمیر مساجد، تعمیر مدارس اور میت کی تکفین وغیرہ۔

۴۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جو لوگ زکوۃ کی ادائیگی کرتے ہیں وہ خوفِ الٰہی سے سرشار ہو کر اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں لہذا علماء ومبلغین اسلام کی ذمہ داری ہے کہ عوام الناس میں صدقات واجبہ (زکوۃ) کے ساتھ ساتھ صدقات نافلہ کی بھی اہمیت وفضائل بیان کر کے ادائیگی کی ترغیب دی جائے تاکہ زکوۃ کے آٹھ مصارف کے علاوہ دیگر مصارف پر صدقات نافلہ میں سے خرچ کیا جاسکے۔

۵۔ حکومت کے پاس زکوۃ کی مد کے علاوہ دیگر بہت سی مدات ہیں مثلاً ٹیکس اور مختلف اشیاء کے اجراء پر معاوضہ وغیرہ جن سے باسانی مصارفِ زکوۃ کے علاوہ دیگر مدات پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) سورہ بقرۃ:۴۳

(۲) سورہ توبہ:۶۰

(۳) فؤاد عبدالباقی، محمد، معجم المفهرس لالفاظ القرآن الکریم، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۴، ص ۵۹۱۔۵۸۸

(۴) عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، مختصر الترغیب والترھیب، انڈیا، دارالعلم ممبئی، ۲۰۰۷، ص ۲۰۳

(۵) مختصر الترغیب والترھیب: ص ۲۰۳

(۶) ابن اثیر، محمد ابن عبدالحکیم، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، بیروت، المکتبۃ العلمیہ، ۱۳۹۹ھ، ۳۳۸/۲

(۷) سرخسی، محمد بن احمد بن ابی بکر، المبسوط، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۹ھ، ۱۰/۳

(۸) ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی، بیروت، دار الکتب العربی، (س۔ن)، ۲/ ۷۰۱۔۷۰۲

(۹) النووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب، دمشق، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، (س۔ن)، ۲۱۲/۶

(۱۰) سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، دارالفکر، ۲۰۰۵، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز لہ اجزاء الصدقہ وھو غنی، ص ۳۰۷، ح ۱۶۳۶

(۱۱) القرطبی، احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۲۰۰۶، ۲۷۱/۱۰

(۱۲) الجصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۲، ۳۲۹/۴

(۱۳) طبری، ابوجعفر، تفسیر طبری، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۴، ۱۲۷/۴۔۱۲۶

(۱۴) الشافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، بیروت، دار الوفاء، ۲۰۰۱، ص ۱۸۵

(۱۵) عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، ریاض، المکتبۃ السّلفیہ، ۱۳۷۹ھ، ۳۳۲/۳

(۱۶) ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد، بدایۃ المجتہد، مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی اولادہ، ۱۹۷۵، ۲۷۷/۱

(۱۷) ابن عربی، محمد بن عبداللہ المالکی، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۳، ۵۳۳/۲

(۱۸) ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، المحلیٰ، بیروت، بیت الافکار الدولیہ، ۲۰۰۳، ص ۶۲۴

(۱۹) ابن تیمیہ، علامہ، فتاویٰ ابن تیمیہ، ریاض، مطبوعہ دار الافتاء، (س۔ن)، ۴۳/۱۴

(۲۰) جدید فقہی مباحث، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۲۰۰۹، ۵ / ۱۰۳

(۲۱) قاسم بن سلام، ابوعبید، کتاب الاموال، بیروت، دار الکتب العلمیہ، (س۔ن)، ص ۶۰۳

(۲۲) خرشی، محمد بن عبداللہ بن علی، الخرشی علی مختصر سیدی خلیل، بیروت، طبع دار صادر، (س۔ن)، ۲۱۶/۲

(۲۳) فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴۳/۱۴

(۲۴) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت، بیت الافکار الدولیہ، ۱۹۹۸، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ص ۲۷۲، ح ۱۳۹۵

(۲۵) ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۳، ۲۷۴/۲

(۲۶) عینی، بدرالدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری، بیروت، دارالفکر (س۔ن)، ۴۵/۹۔۴۴

(۲۷) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالیٰ (وفی الرقاب)(وفی سبیل اللہ)، ص ۲۸۶

(۲۸) صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالیٰ (وفی الرقاب)(وفی سبیل اللہ)، ص ۲۸۶

(۲۹) سنن ابو داؤد: کتاب المناسک، باب العمرۃ، ص ۳۶۹، ح ۱۹۸۹

(۳۰) الصنعانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام، بیروت، دار ابن حزم، ۲۰۰۹، باب قسمۃ الصدقات، ص ۳۹۸

(۳۱) محمد رشید رضا، سید ، تفسیر المنار، مصر، دار المنار، ۱۳۶۸ھ، ۵۸۵/۱۰

(۳۲) المراغی، شیخ مصطفیٰ، تفسیر المراغی، مصر، ناشر شرکۃ مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ ۱۹۴۶، ۱۴۵/۱۰

(۳۳) حجازی ، ڈاکٹر محمد محمود، التفسیر الواضح، بیروت ، دار الکتاب العربی ، ۱۴۰۲ھ، المجلد الاول الجزء التاسع ص ۶۲

(۳۴) شلتوت ، شیخ محمود، الفتاویٰ ، قاھرہ ، دار الشروق، ۱۹۹۱، ص ۱۲۸۔۱۲۹۔ شلتوت ، شیخ محمود، الاسلام عقیدۃ وشریعۃ ، قاھرہ ، دار الشروق ، ۱۹۹۰، ص ۱۰۴۔۱۰۵

(۳۵) القرضاوی، محمد یوسف ، فقہ الزکاۃ، بیروت ، مؤسسۃ الرسالہ، (س۔ن) ۱۱۵/۲

(۳۶) خان، صدیق حسن ، الروضۃ الندیہ، بیروت ، دار الجیل ، ۱۹۹۲، ۲۰۶/۲

(۳۷) شیرازی، آیۃ اللہ ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، تہران ، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۸۷ھ، ۸ /۱۵

(۳۸) النہایہ فی غریب الحدیث والاثر : ۳۳۸/۲

(۳۹) ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم ، لسان العرب، بیروت ، دار صادر ، طبعہ اولیٰ ، ۳۱۹/۱۱

(۴۰) رازی، فخر الدین ، مفاتیح الغیب، بیروت ، دار الفکر ، ۱۹۸۱، ۱۱۵/۱۶

(۴۱) الکاسانی، علاؤ الدین ، بدائع الصنائع ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ ، ۱۹۸۶، ۲ / ۱۵۴

(۴۲) صحیح البخاری ، کتاب الدیات ، باب القسامہ ، ص ۱۳۱۵ ، ح ۶۸۹۸

(۴۳) النیشاپوری ، عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحاکم ، مستدرک حاکم، بیروت، دار الکتب العلمیہ ، ۱۹۹۰، کتاب الفتن والملاحم ۵۵۱/۴، ح ۸۵۴۳

(۴۴) ابن حنبل ، احمد، مسند احمد، بیروت ، عالم الکتاب ، ۱۹۹۸، ۲۵۱/۳، ح ۱۲۵۵۵

(۴۵) فقہ الزکاۃ: ۶۳۵/۲۔۶۶۹ ، القرضاوی، محمد یوسف ، العبادہ فی الاسلام، بیروت ، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ، ص ۲۵۲

(۴۶) الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار ، بیروت ، دار ابن جوزی، ۱۴۲۷ھ، ۱۷۳/۸

(۴۷) نیل الاوطار: ۱۷۳/۸

(۴۸) مبارکپوری ، عبید اللہ، مرعاۃ المفاتیح، بیروت ، ادارۃ البحوث العلمیہ والدعوۃ والافتاء ، ۱۴۰۴ھ، ۲۳۹/۶

(۴۹) صحیح البخاری ، کتاب الجزیہ والموادعہ ، باب الموادعہ والمصالحہ مع المشرکین بالمال و غیرہ ، ص ۶۰۹، ح ۳۱۷۳

(۵۰) فتح الباری: ۲۳۵/۱۲

(۵۱) صحیح البخاری ، کتاب الاحکام ، باب کتاب الحاکم الیٰ عمالہ والقاضی الیٰ امناء ہ ، ص ۱۳۷۳، ح ۷۱۹۲

(۵۲) صحیح البخاری ، کتاب الادب ، باب اکرام الکبیر ، ص ۱۱۸۵ ، ح ۶۱۴۳

(۵۳) قشیری ،مسلم بن حجاج بن مسلم ،صحیح مسلم، بیروت ،دار الفکر،۲۰۰۳ ، کتاب القسامه والمحاربین والقصاص والدیات ، باب القسامه ،ص ۸۳۵،ح ۱۶۶۹

(۵۴) نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، بیروت، دارلفکر، ۲۰۰۵، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر سهل فیه ،ص ۱۰۹۶، ح ۴۷۲۹

(۵۵) سنن نسائی ، کتاب القسامه، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر سهل فیه ،ص ۱۰۹۵، ح ۴۷۲۷

(۵۶) احمد بن علی بن المثنی، مسند ابی یعلیٰ، دمشق، دار المامون التراث،۱۴۰۴ھ، ۱۶۶/۸

(۵۷) السامری، محمد بن جعفر بن محمد بن سھل بن شاکر، مکارم الاخلاق ومعالیها ومحمود طرائقها، قاهره، دار الافاق العربیه، ۱۹۹۹،ص ۳۱

(۵۸) الشیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۲۰۰۱، ۲۵۳/۲۸

(۵۹) جدید فقہی مباحث: ۹۳/۵

(۶۰) سنن ابی داؤد ،کتاب الزکاة، باب من یعطیٰ من الصدقه وحد الغنی ،ص ۳۰۶، ح ۱۶۳۰

(۶۱) سرخسی ،محمد بن احمد بن ابی سہل، اصول السرخسی ،کراچی ،قدیمی کتب خانہ، (س ـ ن)،۱۴۷/۲

(۶۲) جدید فقہی مباحث: ۹۳/۵

(۶۳) بدائع الصنائع : ۲ /۳۹

(۶۴) بدائع الصنائع:۲ /۱۵۴

(۶۵) القرضاوی ،محمد یوسف، فقه الزکاة ، بیروت ،دار الارشاد، (س ن)،۲۴۴/۲

(۶۶) الکوثری ،شیخ محمد زاہد ،مقالات الکوثری،مصر، المکتبۃ التوفیقیہ،۱۳۷۳ھ،ص ۱۸۴

(۶۷) سبکی، تاج الدین عبد الوہاب ،طبقات الشافعیة الکبریٰ، بیروت، دار احیاء الکتب العربیہ، تحقیق محمود محمد للطناحی (س ـ ن)،۲۰۱/۳

(۶۸) تفسیر المنار : ۵۸۵/۱۰

(۶۹) خان ،نواب صدیق حسن ،فتح البیان فی مقاصد القرآن ، بیروت ،المکتبۃ العصریہ، ۱۴۱۴ھ، ۳۳۱/۵

(۷۰) قاسمی، مولانا عتیق احمد ،مصارفِ زکوۃ، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۲۰۰۴،ص ۶۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆